جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات (18)

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

- ☆ اپنے نام کے ساتھ ''مَلِک'' لگانے میں حرج نہیں
- ☆ گناہ سے توبہ کے بعد لوگوں کی ملامت کا خوف نہیں رکھنا چاہیے
- ☆ جاہل واعظوں کی گھڑی ہوئی ایک داستان
- ☆ جاہل واعظوں کی ایک من گھڑت کہانی
- ☆ اگر تو نے تعویذ کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھا تو تجھے تین طلاق کا حکم ☆ ''حلالہ'' کا شرعی حکم
- ☆ غسل خانے میں پیشاب کرنے کا حکم ☆ بدعت کی شرعی تعریف
- ☆ عامل سے مخلوط ماحول میں عورت کا علاج کروانا
- ☆ معلوم قسطوں پر رکشہ بیچ کر بعد میں قسط بڑھانا
- ☆ ایکسپائرد دوائیں اصل قیمت پر بیچنے کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے نام کے ساتھ ''مَلِک'' لگانے میں حرج نہیں:

سوال: میں نے ضیاء القرآن سورۃ المائدۃ کی ایک آیت کی تفسیر میں پڑھا ہے کہ '' حضرت زید بن اسلم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ جس کے پاس رہنے کے لیے گھر اور خدمت کے لیے خادم ہو وہ مَلِک ہے۔'' (بحوالہ ابن جریر)

سوال یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے نام کے ساتھ ''مَلِک'' لکھواتے ہیں حالانکہ ان کے پاس رہنے کے لیے ذاتی گھر نہیں ہوتا اور اگر گھر ہوتا ہے تو خادم (نوکر) نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں نام کے ساتھ مَلِک لکھوانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ محنت مزدوری بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مَلِک لکھواتے ہیں۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: واضح رہے کہ ''مَلِک'' ایک قوم کا نام ہے، اس قوم کا کوئی شخص اگر اس نسبت کے لیے اپنے ساتھ ''مَلِک'' کا لفظ لکھتا ہے، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

آپ نے جو روایت نقل کی ہے اگر وہ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مَلِک کا لفظ صرف وہی شخص اپنے ساتھ لکھ سکتا ہے جس کے پاس گھر اور خادم ہو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے یہ نعمتیں دے رکھی ہوں، اسے یہ خیال کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں دے کر گویا بادشاہوں جیسی سہولیات سے نوازا ہے، اس لیے مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

گناہ سے توبہ کے بعد لوگوں کی ملامت کا خوف نہیں رکھنا چاہیے:

سوال: مجھ سے ایک گناہ ہو گیا تھا جس کا علم لوگوں کو ہو گیا تھا، بعد میں میں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور

وہ گناہ پھر کبھی نہیں کیا، لیکن اب میں جب بھی مسجد جاتا ہوں تو یہ خیال میرے لیے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ تو وہی شخص ہے جس نے فلاں گناہ کیا تھا اور اب نمازیں پڑھنے کے لیے آ گیا ہے، اس لیے میں مسجد میں نمازیں پڑھنے کے لیے نہیں جاتا، گھر پر ہی پڑھ لیتا ہوں اور یہ خیال آتا ہے کہ فوراً نماز توڑ دیتا ہوں۔ کسی برائی کو دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ برائی کرنے والے کو تبلیغ کروں لیکن پھر وہی خیال کہ یہ شخص کہے گا تم خود برے تھے ہمیں کیا تبلیغ کرتے ہو؟ میرا جی چاہتا ہے کہ میں شہر چھوڑ دوں لیکن وسائل اجازت نہیں دیتے۔ خدارا کوئی مشورہ دیں۔ میں بہت پریشان ہوں۔

(ایک سائل)

جواب: حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں اس طرح ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے وہ گناہ کیا ہی نہ ہو۔

حدیث میں آتا ہے:

"إن اللّٰہ إذا أحب عبدا دعا جبرئیل فقال إنی أحب فلانا فأحبه ۔ قال ۔ فیحبه جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول إنّ اللّٰہ یحب فلانا فأحبوه، فیحبه أهل السماء، قال ثم یوضع له القبول في الأرض الخ. (بخاری و مسلم)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے (اس کی اطاعت و عبادت کی وجہ سے) محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں بندے سے اللہ کو محبت ہے، سو تم بھی اس سے محبت کرو، تو سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے لیے زمین میں قبولیت لکھ دی جاتی ہے۔ (یعنی زمین والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں)

اس لیے مسئولہ صورت میں جب آپ نے توبہ کر کے اللہ کے ہاں اپنے معاملہ صاف کرلیا ہے تو اب آپ کو لوگوں کی ملامت کا خوف نہیں کرنا چاہیے، آپ ضرور مسجد جائیں اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئیں اور نیکی اور خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، آپ کے اعمال و اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ خود ہی آپ کے بارہ میں اپنا ذہن بدل لیں گے۔

جاہل واعظوں کی گھڑی ہوئی ایک داستان:

سوال: ایک واقعہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کئی مرتبہ سنا ہے کہ وہ کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک ضعیف عورت نے آپ علیہ السلام سے کہا کہ میری طرف سے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا کہ میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب واپس تشریف لائے تو اس کو بتایا کہ تیری کوئی اولاد نہیں ہوگی، ضعیف عورت یہ سن کر روتے ہوئے واپس جانے لگی تو راستے میں ایک فقیر ملا، اس نے پوچھا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں اولاد نہیں لکھی، اس لیے رو رہی ہوں، اس فقیر نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ ضرور اولاد دیں گے اور کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹا پیدا ہوا۔ وہ بیٹے کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئی اور عرض کیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میری اولاد نہیں ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا دیا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بہت پریشان ہوئے۔ اگلے دن کوہِ طور پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! آپ نے تو کہا تھا کہ اس عورت کو بچہ نہیں ہوگا، پھر بچہ کیسے پیدا ہوگیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جاؤ کسی انسان سے گوشت کی ایک بوٹی کاٹ لاؤ، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام گئے، ہر بندے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ گوشت کی ایک بوٹی مانگ رہے ہیں، سب نے انکار کر دیا، موسیٰ علیہ السلام جب واپس آنے لگے تو راستے میں اسی فقیر سے ملاقات ہوگئی، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ گوشت کی ایک بوٹی مانگ رہے ہیں، فقیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت کی بوٹی مانگی ہے تو میرا پورا جسم حاضر ہے،

یہ کہہ کراس نے پورے جسم سے ایک ایک بوٹی کاٹ کردے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کو جس حصے کی بوٹی پسند ہو وہ دے دینا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام وہ بوٹیاں لے کراللہ تعالیٰ کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ تو بھی انسان تھا، تو بھی اپنے جسم کی بوٹی دے سکتا تھا لیکن تو نے اور تیری قوم نے بوٹی نہیں دی، اس فقیر نے میرے لیے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے، اسی فقیر نے اس عورت کے لیے اولاد کی دعا کی تھی جسے میں رد نہ کرسکا اور اسے اولاد دے دی، اگر یہ واقعہ ٹھیک ہے تو سوال یہ ہے کہ:

1) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیوں فرمایا تھا کہ اسے اولاد نہیں ہوگی؟ پھر اسے اولاد کیسے دے دی؟

2) یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط؟

3) کیا یہ واقعہ تقدیر کے خلاف نہیں؟

ذہنی الجھن سے نجات دلائیں۔ (محمد عمران ۔ ترنڈہ محمد پناہ)

جواب: یہ قصہ جاہل واعظوں کی گھڑی ہوئی کہانی معلوم ہوتی ہے، ایسے واقعات کی عموماً کوئی اصل نہیں ہوتی۔ اس لیے جب تک ان کا ثبوت نہ ہو ان کو سننا، بیان کرنا اور ان کو ثابت سمجھنا جائز نہیں۔

جاہل واعظوں کی ایک من گھڑت کہانی:

سوال: ایک واعظ تقریر کررہا تھا کہ بوعلی قلندر نے 20 سال تک کنویں میں اُلٹا لٹک کر عبادت کی، 20 سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تم نے میری بہت عبادت کی ہے، اب مانگو کیا مانگتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ مجھے علی بنادو، اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ علی تو میں نے ایک بنادیا ہے، اگر میں دوسرا علی بناؤں تو مجھے دنیا کا نظام تبدیل کرنا پڑے گا، البتہ تم سے صرف علی کی بو آئے گی۔ اس لیے ان کا نام بوعلی قلندر پڑ گیا۔ یہ واقعہ میں نے بہت مرتبہ سنا ہے، اگر یہ سچ ہے تو بتائیں کہ اُلٹا لٹک کر عبادت کرنا کیسا ہے؟ نیز قلندر کے کیا معانی ہیں؟ یہ واقعہ سچ ہے یا جھوٹ؟ (محمد عمران ۔ ترنڈہ محمد پناہ)

جواب: ''بوعلی'' اصل میں ''ابوعلی'' ہے، اردو میں ہمزہ (الف) کو گرا کر بوعلی کہہ دیا جاتا ہے، اس لیے اس کی جو توجیہ آپ نے کسی جاہل واعظ سے سنی ہے وہ غلط ہے۔ الٹا لٹک کر عبادت کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہمارے علم میں کوئی ایسے بزرگ گزرے ہیں جس نے 20 سال تک الٹا لٹک کر عبادت کی ہو۔ اس لیے یہ من گھڑت کہانی ہے جس کو سچ سمجھنا ناجائز ہے۔

اگر تو نے تعویذ کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھا تو تجھے تین طلاق کا حکم:

سوال: میرا ایک کزن بہاولپور میں بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے، اس کے پانچ بچے ہیں، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ساس اور بہو کا جھگڑا رہتا ہے، اس لڑائی جھگڑے کی وجہ سے میاں بیوی کی آپس میں بنتی نہیں تھی، بیوی یہ چاہتی تھی کہ میرا خاوند میرے ساتھ محبت کرے، اس مقصد کے لیے وہ وظائف اوراد اور قرآنی آیات پڑھتی تھی۔ میرے کزن کو ان وظائف کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ اگر تو نے تعویذ، کوئی وظیفہ، کوئی آیت پڑھی تو تجھے 3 طلاق۔ میرے کزن کی بیوی نے یہ بات اپنی ماں کو بتائی تو اس نے کہا کہ اگر قرآن کی آیات اور اللہ کا نام لینے سے اور ورد و ظائف پڑھنے سے طلاق ہوتی ہے تو ہو جائے، بس تم اسے پڑھتی رہا کرو۔ اس بات کو سال ہو گیا، سال کے بعد میرے کزن کو ان وظائف کا علم ہوا تو علماء کرام سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کوئی واضح جواب نہ دے کر شش و پنج میں ڈال دیا۔ اب میاں بیوی میں 4 ماہ سے علیحدگی ہو چکی ہے۔ برائے مہربانی بتائیں کہ طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

(محمد عمران ۔ ترنڈہ محمد پناہ)

جواب: صورتِ مسئولہ میں شوہر کے بیوی کو مذکورہ بات کہنے کے بعد اگر بیوی نے اس کی محبت حاصل کرنے کی غرض سے کوئی تعویذ وغیرہ کیا یا کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھا ہے تو اس پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہو چکی ہے۔ اب رجوع نہیں ہو سکتا اور بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

”حلالہ“ کا شرعی حکم:

سوال: (1) کوئی شخص اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لئے پھر سے حلال کرنے کی خاطر کسی سے اس کا نکاح کرا دے اس شرط پر کہ نکاح کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تو کیا یہ فعل جائز ہوگا؟

(2) اگر حلالہ کرنے والا بغیر ہمبستری کے طلاق دے دے تو کیا اس سے بھی کوئی فرق پڑے گا؟

(3) اگر ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو لیکن مہر کی بات ہی نہ ہوئی ہو تو پھر مسئلہ کیا ہوگا؟

(سرفراز خان۔سول کواٹرز، پشاور)

جواب: (1) پہلے سے معاہدہ کر کے عورت کا کسی مرد سے اس شرط پر نکاح کرانا کہ وہ مرد بعد میں اسے طلاق دے دے، حرام ہے اور اس فعل کے ارتکاب پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لعن اللّٰہ المحلل و المحلل لہ .“ (رواہ ابو داؤد)

”حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلال کروایا جارہا ہو (دونوں) پر اللہ کی لعنت ہے۔“

البتہ یہ واضح رہے کہ عورت نے یہ دوسرا نکاح پہلے شوہر کی طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد کیا ہو اور دوسرے شوہر نے ہمبستری کے بعد طلاق دی ہو تو اگرچہ یہ دونوں لعنت کے مستحق تو ضرور ہوں گے مگر اس کے باوجود اس عورت کا عدت کے بعد دوبارہ پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر پہلے سے طلاق کی شرط نہ ہو، دوسرا شوہر محض اپنی خوشی سے بغیر کسی پیشگی معاہدے کے، نباہ نہ ہونے کی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ کے عورت کو طلاق دے دے تو اس صورت میں یہ حلالہ ناجائز اور حرام بھی نہیں۔

(2) ہمبستری سے قبل طلاق دے دی تو عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہو سکے گی۔

(3) مہر کے ذکر کے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے اصل مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، البتہ اس صورت میں عورت مہرِ مثل کی حقدار ہوگی، یعنی دیکھا جائے گا کہ اس عورت کے خاندان کی

دوسری شادی شدہ خواتین کا مہر عموماً کتنا ہوتا ہے؟ چنانچہ اس رقم کو معیار بنا کر اس کے بقدر رقم شوہر پر واجب ہوجائے گی۔

قال فی الدر : وکرہ التزوّج للثانی تحریما لحدیث : لعن المحلل والمحلل له بشرط التحلیل کتزوّجتك علی أن أحلّلك وإن حلت للأوّل ؛ لصحة النکاح وبطلان الشرط ...... أما إذا أضمروا ذلك ، لا یکرہ وکان الرجل مأجورا لقصد الإصلاح .

قال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ : قوله : ” لا یکرہ “ بل یحل له فی قولهم جمیعاً قهستانی عن المضمرات ...... وأورد السروجی أن الثابت عادةً کالثابت نصا أي فیصیر شرط التحلیل کأنه منصوص علیه فی العقد فیکرہ . وأجاب فی الفتح بأنه لا یلزم من قصد الزوج ذلك أن یکون معروفا بین الناس ، إنما ذلك فیمن نصب نفسه لذلك وصار مشتهرا به اهـ تأمل . (٣/٤١٤ ـ ٤١٥) واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔

غسل خانے میں پیشاب کرنے کا حکم:

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرو، اس سے یادداشت میں کمی ہوتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ فوجی بیرکوں میں بعض اوقات ٹوائلٹ اور باتھ روم اکٹھا ہوتا ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی یادداشت میں کمی ہوسکتی ہے؟ اس سے کسی طرح بچا جاسکتا ہے؟ (محمد عمران ۔ ترنڈہ محمد پناہ)

جواب: غسل خانے میں پیشاب کرنے سے یادداشت متاثر ہونے کی بات بعض بزرگوں نے تجربے کی روشنی میں لکھی ہے، حدیث شریف میں صرف اس کا ذکر آتا ہے کہ اس سے وسوسہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے، بہرحال فوجی بیرکوں میں جب غسل خانے کے ساتھ ٹوائلٹ بھی ہوتا ہے تو ٹوائلٹ میں پیشاب کر کے

www.alkalam.pk

غسل خانے میں پیشاب کرنے سے بآسانی بچا جاسکتا ہے۔ دونوں کے ایک ساتھ ہونے سے ٹوائلٹ میں پیشاب کرنے کو غسل خانے میں پیشاب کرنا نہیں کہا جاسکتا۔

بدعت کی شرعی تعریف:

سوال: بدعت کی شرعی تعریف کیا ہے؟ نماز تراویح کی بنیاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوئی، کیا یہ بدعتِ حسنہ نہیں ہے؟ (محمد عمران ۔ ترنڈہ محمد پناہ)

جواب: وہ کام جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جب اس کو شریعت سمجھ کر کیا جائے تو یہ بدعت کہلاتی ہے اور تراویح کی اصل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس لیے تراویح پر بدعت کی تعریف صادق نہیں آتی، البتہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اسے دواماً مسجد میں جماعت کے ساتھ اداء کرنے کا معمول جاری فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا، اس اعتبار سے اسے لغۃً بدعتِ حسنہ کہا جاسکتا ہے۔

عامل سے مخلوط ماحول میں عورت کا علاج کروانا:

سوال: ایک صاحب جن، آسیب وغیرہ کا علاج کرتے ہیں، وہ صاحب ایک تو مرد وعورت تمام مریضوں کو مخلوط طور پر بٹھاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مریض چاہے مرد ہو یا عورت وہ اس کو اپنے سامنے لٹاتے ہیں اور پھر کچھ پڑھ کر دم وغیرہ کرتے ہیں۔

بندہ کے خیال میں عورت کو اس طرح اپنی ٹانگوں کے ساتھ لٹانا اور اس کے جسم پر جہاں چاہے ہاتھ رکھ کر پڑھنا جبکہ دوسرے مرد بھی سامنے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں کچھ سمجھ سے بالاتر ہے۔

مہربانی فرما کر جواب ارشاد فرمائیں کہ آیا یہ طریقہ علاج درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ اسلام میں تو عورت کو کسی غیر محرم کا ہاتھ لگانا سخت گناہ ہے۔ (عبدالواحد ۔ گلشن اقبال)

جواب: مرد طبیب کا خاتون مریض کے جسم کو چھونا بلا ضرورت جائز نہیں، اس لیے خاتون معالج موجود ہو اور اس سے فائدہ کی بھی اُمید ہو تو بلا حاجت مرد ڈاکٹر یا عامل سے علاج نہ کرایا جائے۔ البتہ ناگزیر ضرورت کی صورت میں اس کی گنجائش ہے اور مرد وخواتین مریضوں کو ایک جگہ مخلوط طور پر بٹھانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں، جو طبیب یا عامل لوگوں کو اس طرح بٹھاتا ہے اور پھر عورتوں کو مردوں کے سامنے لٹا کر جسم پر ہاتھ لگا کر دم کرتا ہے، ایسے بے احتیاط شخص کے پاس علاج کے لیے جانے سے اجتناب ضروری ہے۔

معلوم قسطوں پر رکشہ بیچ کر بعد میں قسط بڑھانا:

سوال: کافی عرصہ پہلے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا تھا کہ میرا ایک دوست مشرف اسکیم سے رکشہ لینا چاہتا ہے جس کا طریقہ کار ہمارے علم میں یہ تھا کہ 15,000 پہلے جمع کرائیں پھر پانچ سال تک 1,500 قسط جمع کرائیں بینک کے ذریعہ، آپ نے مجھے اس معاملے میں گواہ بننے سے منع کیا تھا کہ (جس کی تفصیل یہاں مذکور نہیں۔ ابو زبیر) شرعاً جائز نہیں ہے۔ نہ اس نے رکشہ لیا نہ میں گواہ بنا، یہ ساری تفصیل بتانے کا یہ مقصد تھا کہ آپ کے منع کرنے کی حکمت اب صحیح سمجھ آتی ہے کہ اب حکومت نے قسط 1500 سے بڑھا کہ 1650 کردی ہے اور دینے پانچ سال ہی میں ہیں۔ یہ تو صاف سود ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ میرا ایک اور دوست جس نے رکشہ لیا تھا، اب اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے، پریشان ہے کہ کیا کروں؟ حکومت رکشہ واپس بھی نہیں لیتی اور جو پیسے جمع کرائے ہیں نقد اور قسط کی صورت میں وہ بھی واپس نہیں دیتی۔ اب تین ہی راستے ہیں یا بغیر پیسے لیے حکومت کو دے دیا جائے یا پھر کسی اور کو فروخت کردیا جائے، یا پھر کافی ساری قسطیں ادا نہ کی جائیں، پھر بینک والے پکڑ کے رکشے کو لے جائیں گے، اس طرح یہ معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اب آپ میری اس دوست کی رہنمائی کر کے پریشانی دور کریں کہ کیا کیا جائے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ معاملہ درست ہے کیونکہ حکومت کے تمام کام بینک کے ذریعہ ہی ہوتے

ہیں اور یہ جو اضافی قسطوں پر لے رہے ہیں یہ گناہ حکومت کو ہوگا، رکشہ لینے والے کو نہیں، لیکن میرا دوست اس بات پر مطمئن نہیں ہے، اس کا اصرار ہے کہ آپ جواب دیں، آپ کی مہربانی ہوگی کہ میرے دوست کی پریشانی دور کریں جلد کسی شمارے میں رہنمائی کیجئے گا۔ (ایک سائل)

جواب: مسئولہ صورت میں حکومت کا قسط 1500 سے بڑھا کر 1650 کر دینا شرعاً ناجائز ہے۔ تاہم جب قسط میں اضافہ کی جانے والی یہ رقم نہ جمع کرانے کی صورت میں اب تک کی جمع کرائی ہوئی رقم ضائع ہو رہی ہے تو ایسی مجبوری میں اس کی گنجائش ہے کہ قسط کے ساتھ یہ اضافی رقم بھی جمع کرائی جائے، اس طرح سود لینے کا گناہ حکومت کو ہوگا۔

ایکسپائرڈ دوائیں اصل قیمت پر بیچنے کا حکم:

سوال: کوئی دکاندار یا اسٹور والا کوئی ایسی چیز فروخت کرتا ہے جس کی تاریخ گزر چکی ہو، اس ایکسپائر ڈیٹ پر موٹی لکیر کھینچ کر اسے اصل قیمت پر فروخت کرتا ہے، حالانکہ کمپنی اسے آدھی قیمت پر لیتی ہے، آیا اس قسم کی اشیاء کی فروخت جائز ہے؟ نیز اس قسم کی فروخت شدہ اشیاء کی رقم کا کیا اعتبار ہے؟

(نادر خان ۔ قصبہ کالونی، کراچی)

جواب: زائدالمیعاد دوائیں صحت کے لیے مضر ہوتی ہیں، اس لیے ایسی دواؤں کا بیچنا سرے سے جائز ہی نہیں، چہ جائیکہ اسے اصل قیمت پر فروخت کیا جائے۔ کمپنی والوں کو بیچ سکتے ہیں۔ کمپنی والوں کو بیچنے کی صورت میں اس سے حاصل شدہ رقم کا استعمال درست ہے اور عام لوگوں کو بیچا جائے تو اس رقم کا استعمال درست نہ ہوگا، بلکہ لینے والے پر لازم ہوگا کہ وہ رقم اصل مالک تک پہنچا دے، اگر وہ نہ ملے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے اور مضر دوائیں فروخت کرنے کے سنگین گناہ سے توبہ واستغفار بھی کرے۔

پیشکش: ابوزبیر [www_alkalam_pk@yahoo.com]